AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 3**(2023),69-82
https://almisbah.info/

احکام نماز سے متعلق خواجہ احمد الدین امرتسری کے افکار کا تنقیدی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF VIEWS OF KHAWJA AHMAD UL DIN AMRITSIRI REGARDING THE PRAYER RULINGS

*Dr Sumera Sharif
**Javaria Iftikhar

ABSTRACT

Khawja Ahmad ul Din Amritsiri was the one of pioneer of exclusive school of thought in the field of Tafseer having the distinctive point of view that Qur'an was the only source of Tafseer. Along with he accepted the rationality as a second source of tafsir expect Hadith e nabwi (SAW).In his Tafir 'Bayan linnas' he interpreted the verses related to Namaz and showed a different point of view about namaz. Even he didn't accepted Namaz as an obligatory duty of a Muslim. According to Khawja Ahmad ul Din a Muslim can offer prayer according to circumstances and allowed a little emendment in prayers through wisdom. His distinguising views greatly affected to young generation and created misconception in their minds about Islam In this research paper criticised the views of above mentioned personality About prayers.This article also described the importance of Namaz in the light of Qur'an, Hadith and other Islamic scholars of Islam. This research has been applied descriptive methodology.

Keywords: Tafsir, distinctive,Interpreted, wisdom, prayer

خواجہ احمد الدین امرتسری برصغیر کے مشہور فرقہ اہل قرآن سے تعلق رکھتے تھے۔ مجلّہ 'بلاغ' ان کے خیالات کی عکاسی ہے، جسے ان کے شاگرد حکیم شہاب الدین نے ان کے خیالات سے متاثر ہو کر جاری کیا۔ اس رسالہ میں خواجہ صاحب کے مضامین، مباحثے، تحریری مناظرے اور تفسیر بیان للنّاس قسط وار شائع ہوتی رہی۔ خواجہ احمد الدین کی وفات کے بعد انجمن امت مسلمہ نے مجلّہ "بلاغ"' کا خواجہ نمبر نکالا جس میں خواجہ احمد الدین کے صاحبزادے ضیاء اللہ نے خواجہ صاحب کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی۔

خواجہ احمد الدین ۱۸۶۱ء میں بروز منگل پیدا ہوئے۔ ایک سال میں آپ نے ناظرہ کی تعلیم مکمل کی اور بچپن سے ہی کام کاج کا آغاز کر دیا۔ ان کے والدین کے تعلیم پر کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ لیکن اپنے تایازاد کو دیکھ کر والد صاب سے درخواست کرنے کے بعد مشن ہائی سکول امرتسر میں داخلہ لے لیا۔ اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ سکول میں بائبل کے مطالعہ سے توجہ قرآن پاک کی تعلیم کی طرف مبذول ہوئی۔ اسی طرح بائبل کا بھی خاص مطالعہ کیا۔ خواجہ صاحب کا آٹھ زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔[۱]

خواجہ احمد الدین اہل القرآن مشہور تھے اور اس طرف ان کی راہنمائی مولانا غلام علی قصوری کی وجہ سے ہوئی۔ بعد ازاں عبد اللہ چکڑالوی جو سخت قسم کے اہل حدیث تھے وہ خواجہ صاحب سے متاثر ہو کر اس فرقہ میں داخل ہو گئے۔[۲]

خواجہ احمد الدین نے مختلف رسائل میں بہت سے مضامین تحریر کئے، بعد ازاں ان میں سے کچھ کو کتابی شکل دے دی گئی۔ اسی طرح تفسیر بیانّ للنّاس رسائل میں قسط وار شائع ہوتی رہی اور ۱۹۱۵ء میں اسے کتابی شکل دے دی گئی۔ جس میں انہوں نے احادیث

* Assistant Professor, The University of Lahore, Lahore.
** Lecturer, The University of Lahore, Lahore.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

نبویہ ﷺ کی جگہ عقل کو دوسرا ماخذ تفسیر تسلیم کیا ہے۔ ہے۔ نماز کی تفصیلات ہمیں احادیث نبویہ ﷺ سے ملتی ہیں جب کہ خواجہ صاحب اس کے قائل نہیں اسی لیے ان کا نقطہ ءنظر امت مسلمہ کے احکام نماز سے قدرے مختلف ہے۔

اسلامی عبادات انسان کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ نماز ایک مسلمان کا ایسا فریضہ ہے جو اسے کافروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی عیسائیوں کے عقائد اور عبادت گاہوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جو عیسائی تھے ان کے بنیادی عقائد میں حضرت مسیحؑ کی الوہیت کو تسلیم کرنا تھا اور عبادات کے لئے انہوں نے عیش و آرام کو اپنے اوپر حرام کر کے بیابانوں اور پہاڑوں میں عبادت گاہیں اور خانقاہیں بنا رکھی تھیں۔[۳] پھر اسلام آیا تو اس نے عبادت کے طریقے رائج کئے اور مسلمانوں کو سکھایا کہ عبادت کیسے کرتے ہیں۔ عبادت کے لئے سب سے پہلا حکم نماز کا ہے۔ نماز کی طرف بلانے کے لئے اذان دی جاتی ہے جبکہ خواجہ صاحب کے نزدیک یہ اذان مجلس شوریٰ کا کردار ادا کرتی ہے کہ جب مشاورت کی ضرورت محسوس ہو ہفتہ میں ایک یا دو دن تو اس کے ذریعے لوگوں کو اکٹھا کر لیا جائے۔ مجلس منعقد کی جائے تو سب سے مقدم کام نماز ہونا چاہئے اور یہ اختیار بھی حاکم کے پاس ہے جسے چاہے بلائے جسے چاہے نہ بلائے۔[۴]

اذان کسی مجلس کو اکٹھا کرنے کے لئے یا تقاریر کرنے کے لئے نہیں دی جاتی، جیسا کہ خواجہ صاحب کا خیال ہے۔ بلکہ اذان مسلمانوں کو نماز کو طرف بُلانے کے لئے دی جاتی ہے۔ تاکہ مسلمان پانچ وقت کی نماز با جماعت ادا کر سکیں۔ جب پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی، تب مسلمانوں کو اس میں دقت ہوئی کہ نماز با جماعت کے لئے کیسے لوگوں کو بلایا جائے، اور کیسے بتایا جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ اس بارے میں عبد اللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ

> مدینہ میں آنے کے بعد مسلمان نماز کے وقت اکٹھے ہو کر نماز ادا کر لیتے۔ اس وقت کوئی شخص اذان نہیں دیتا تھا۔ ایک دن صحابہ کرام نے اس مسئلہ پر گفتگو کی۔ بعض نے کہا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجالو، بعض نے کہا یہودیوں کی طرح سینگھ بنالو۔ حضرت عمر نے فرمایا ایک آدمی کیوں نہیں مقرر کر لیتے جو آواز دے کر لوگوں کو بلائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے بلال اُٹھو اور لوگوں کو آواز دے کر نماز کے لئے بلاؤ[۵]

اس طرح سے اذان کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا گیا۔ جو اذان دے کر لوگوں کو نماز کے لئے بُلاتا تھا اور اذان کے لئے کلمات کون سے استعمال کئے جائیں اس بارے میں سنن ابی داؤد میں ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص آیا اور کہا

> "يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمَّا رَجَعْتُ لِمَا رَأَيْتُ مِنَ اهْتِمَامِكَ رَأَيْتُ رَجُلًا كَأَنَّ عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ أَخْضَرَيْنِ، فَقَامَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ، ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ وَلَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ - قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: أَنْ تَقُولُوا - لَقُلْتُ إِنِّي كُنْتُ يَقْظَانَ غَيْرَ نَائِمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: - وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى - «لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا» ، - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو: «لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا» - فَمُرْ بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ"[۶]

علامہ سعیدی اذان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "روز مرّہ کی پانچ نمازوں اور جمعہ کے لئے اذان دینا سنت مؤکدہ ہے، اور اگر کسی شہر کے عام لوگ اذان دینا ترک کر دیں تو امام محمد کے نزدیک ان سے قتال کرنا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان کو سزا دینا واجب ہے، اذان کے کلمات کو خاموش ہو کر سننا اور ان کے جواب میں مسنون کلمات کہنا مستحب ہے، اور اذان سن کر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے جانا واجب ہے۔"[۷]

نماز

خواجہ صاحب پانچ نمازوں کا انکار کرتے ہیں ان کے نزدیک نمازیں صرف دو ہیں اور ان نمازوں کے بارے میں بھی ان کا نظریہ امت مسلمہ سے مختلف ہے۔ سب سے پہلے تو وہ نماز کا مطلب ہی غلط بیان کرتے ہیں۔ کہیں اس سے مراد "دعا" لیتے ہیں اور کہیں "پاکیزگی" اور کہیں 'فرائض" بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے نمازیں دو ہیں اس کے دلائل وہ سورۃ بنی اسرائیل کی اس آیت سے دیتے ہیں:

"اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا"[8]

"سورج کے ڈھلنے کے بعد رات کی تاریکی تک نماز قائم کر (یعنی دلوک کے بعد رات کی تاریکی تک نماز کا ایک وقت ہے آگے فرمایا) اور فجر کے قرآن (یعنی پڑھنے) کو قائم کر بلاشبہ فجر کا پڑھنا (دل پر) حاضر ہوتا ہے (اور توجہ کے ساتھ دیکھا جاتا ہے"[9]

نماز بمعنی دعا

"وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ"[10]

"اور (اگر تم اس تعصب اور حب دنیا سے اپنے نفسوں کو پاک کرنا چاہتے ہو تو اس میں بھی) صبر و صلوٰۃ (و دعا ہی) کے ذریعے سے مدد طلب کرو، اور یہ (استعانت) بلاشبہ بڑا بھاری کام ہے۔ ہاں ان لوگوں پر (یہ مشکل نہیں) جو خدا تعالیٰ کے آگے دب جانے والے (اور عاجزی کرنے والے ہیں)"[11]

اس بارے میں مفسرین کی آراء کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

"قَوْلُهُ تَعَالَى:" وَالصَّلَاةِ" خَصَّ الصَّلَاةَ بِالذِّكْرِ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ تَنْوِيهًا بِذِكْرِهَا وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا حَزَبَهُ أمر فزع إلى الصلاة"[12]

اللہ تعالیٰ کے قول: "وَالصَّلَاةِ" میں نماز کو خاص طور پر ذکر کیا گیا باقی ساری عبادات کے مقابلے میں، اس کے ذکر کو نمایاں کرنے کے لیے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو آپؐ نماز سے مدد لیتے تھے۔

"وقيل: أراد بالصبر: الصَّبْرَ عَلَى أَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَقَالَ مجاهد: الصبر [هو] : الصَّوْمُ"[13]

اور ایک قول یہ ہے کہ صبر سے فرائض کی ادائیگی پر صبر مراد لیا ہے، اور حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ صبر سے مراد روزہ ہے۔

"والخشوع في الله: التواضع , ونظيره الخضوع , وقيل: إن الخضوع في البدن , والخشوعَ في الصوت , والبصر"[14]

اور اللہ کے بارے میں خشوع: تواضع، اور اس کا ہم مثل لفظ خضوع ہے، اور کہا گیا ہے کہ خضوع بدن میں ہوتا ہے اور خشوع آواز میں اور آنکھ میں ہوتا ہے۔

" الصوم نصف الصبر "، والصلاة أرفع منزلة من الصبر، لأنها تجمع ضروباً من الصبر"[15]

روزہ رکھنا آدھا صبر ہے اور نماز صبر سے زیادہ اونچا مقام رکھتی ہے؛ اس لیے کہ اس میں کئی قسم کے صبر شامل ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:

"اور مدد لو صبر اور نماز سے اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر (بھاری نہیں)"[16]

ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"صبر اور نماز سے مدد لو، بیشک نماز ایک سخت مشکل کام ہے مگر فرماں برداروں کے لئے نہیں۔"[17]

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"اور صبر اور نماز (کے ذریعے) سے مدد حاصل کرو، اور بیشک نماز ضرور دشوار ہے، سوائے ان لوگوں کے جو (اللہ کی طرف) جھکنے والے ہیں۔"[18]

نماز بمعنی فرائض

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَه مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ ط كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَه وَتَسْبِيْحَه"[19]

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ (کامل مطلق ذات) جو ہے تو وہ لوگ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی صفیں باندھے ہوئے یا پر کھولے ہوئے اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں ہر ایک کو خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض کا اور اس کی پاکیزگی بیان کرنے کا علم ہے"[20]

اس آیت میں صلاۃ کا مطلب فرائض بیان کیا ہے۔ تفسیر قرطبی میں اس آیت کا ترجمہ ایسے بیان کیا گیا ہے:

["أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّماوات] مِنَ الْمَلَائِكَةِ. [وَالْأَرْضِ] مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ. [وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ] قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُهُ: الصَّلَاةُ لِلْإِنْسَانِ وَالتَّسْبِيحُ لِمَا سِوَاهُ مِنَ الْخَلْقِ. وَقَالَ سُفْيَانُ: لِلطَّيْرِ صَلَاةٌ لَيْسَ فِيهَا رُكُوعٌ وَلَا سُجُودٌ."[21]

اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمان میں ہیں اس سے مراد فرشتے ہیں، اور زمین سے مراد جن اور انسان ہیں، اور پرندے سے مراد صافات ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں نماز انسان کے لئے ہے اور تسبیح اس کے سوا باقی مخلوق کے لئے ہے۔ سفیان کہتے ہیں پرندوں کی نماز یہ ہے کہ اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ۔

نشہ، نماز اور باجماعت نماز

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ط"[22]

"اے ایمان والو! جس حال میں کہ تم نشہ میں ہو (موضع) نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک کہ نہ جانو کہ تم کیا کہتے ہو (شراب کی ممانعت سورۃ بقرۃ میں آچکی ہے لیکن اگر کسی نے پی لی ہو تو وہ گھر میں بیٹھا رہے اگر وہ باجماعت نماز میں حاضر ہو گا، تو دوسرے لوگوں کی نماز بھی خراب کرے گا۔ شراب پینے کا گناہ الگ ہو گا اور لوگوں کو ستانا ایک علیحدہ خرابی ہے) اور نہ (جماعت سے) الگ رہنے کی حالت میں، جب تک کہ (خوب طرح سے) نہا نہ لو مگر راہ چلتے ہوئے (اگر ضرورتاً پاس سے گزر جاؤ تو معاف ہے)"[23]

اس میں خواجہ صاحب نے شراب کا حکم نماز باجماعت کے ساتھ مختص کر دیا ہے اور کہا ہے کہ نشہ میں نماز کی جگہ کے قریب جانا ممنوع ہے، جبکہ یہ حکم عام ہے اور ہر نماز خواہ وہ اکیلا پڑھے یا جماعت کے ساتھ، اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ شراب پی کر نماز پڑھنے کے لئے جائے۔ جب شراب کی حرمت کا حکم آیا تو شروع میں یہ رعایت تھی کہ شراب پی لو لیکن نماز کے اوقات میں نہ پیا کرو، لیکن بعد میں سورۃ مائدۃ کی آیت ۹۰ سے شراب مکمل طور پر حرام ہو گئی۔ اس لئے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ تفسیر طبری میں ہے:

"حدثنا ابن حميد قال، حدثنا جرير، عن مغيرة، عن أبي رزين في قوله:"يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى"، قال: نزل هذا وهم يشربون الخمر. فقال: وكان هذا قبل أن يترل تحريم الخمر"[24]

ہمیں ابن حمید نے بیان کیا،ان کو جریر نے بیان کیا،وہ مغیرہ سے روایت کرتے ہیں،اور وہ ابو رزین سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول"یا أیها الذین آمنوا لا زتقربوا الصلاة وأنتم سکاری" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو وہ لوگ شراب پیتے تھے۔فرمایا: اور یہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا وقت تھا۔

تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کا ترجمہ ایسے لکھا ہے:

"اے ایمان والو!نہ قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو۔یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو(زبان) سے کہتے ہو۔"[25]

ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو،جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھنی چاہئے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔"[26]

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو۔"[27]

نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے کا حکم عام ہے اس میں نماز باجماعت کی شرط نہیں لگائی گئی جیسا کہ خواجہ صاحب کا بیان ہے۔

قصر نماز

"وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ"[28]

"اور جب تم زمین میں سفر کرو،تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنی نماز سے کم کر لو(اور اسے عام ذکر الٰہی میں بھی بدل لو)"[29]

قصر نماز کے بارے میں خواجہ صاحب کا نظریہ علمائے اسلام سے مختلف ہے کہ "نماز کو عام ذکر الٰہی میں بدل لو"۔ گویا نماز نہ پڑھو،بلکہ صرف اللہ کا ذکر کرتے رہو۔تفسیر الدر المنثور میں قصر نماز کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

"عَن أبي حَنْظَلَة قَالَ: سَأَلت ابْن عمر عَن صَلَاة السّفر فَقَالَ: رَكْعَتَان فَقلت: فَأَيْنَ قَوْله تَعَالَى {إِن خِفْتُمْ أَن يَفْتِنكُم الَّذين كفرُوا} وَنحن آمنون فَقَالَ: سنة رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم"[30]

ابو حنظلہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمر سے پوچھا کہ سفر میں نماز کیسے ادا کی جاتی ہے تو حضرت ابن عمر نے فرمایا: دو رکعت نماز ہے سفر میں)۔میں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہو گا جب کہ ہم امن میں ہوں۔فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

سنن کبریٰ میں روایت ہے کہ ابو اسحاق نے انس بن مالک سے پوچھا کہ

"عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ «فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ» حَتَّى رَجَعْنَا فَسَأَلْتُهُ: هَلْ أَقَامَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرًا"[31]

نماز کے قصر کے بارے میں، فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا مدینہ سے مکہ تک، تو آپؐ نے ہمیں دو دو رکعتیں پڑھائیں، یہاں تک کہ ہم واپس آگئے، تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ٹھہرے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

"قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا"[32]

ہم نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ منی میں دو دو رکعت نماز ادا کی۔ اور عمر اور ابو بکر اور حضرت عثمان بھی ساتھ تھے۔

تفسیر طبری میں قصر نماز کے بارے ابو جعفر کہتے ہیں:

"فليس عليكم حرج ولا إثم ="أن تقصروا من الصلاة"، يعني: أن تقصروا من عددها"[33]

پس تم پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی گناہ ہے کہ تم قصر نماز ادا کرو یعنی نماز کی رکعت کی تعداد میں کمی کر لو۔

نماز میں پابندیٔ وقت کا لحاظ کرنا:

"فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَــنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا"[34]

"پھر جب تم نماز کو پورا کر چکو، تو (عام ذکر الٰہی سے اس وقت بھی غافل نہ رہو، بلکہ) اللہ کو قیام میں، قعود میں اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرو۔ پھر جب تم اطمینان کی حالت میں ہو (یعنی خوف جاتا رہے اور دل مطمئن ہو جائے) تو اقامت صلوٰۃ ہی کرو (یعنی باجماعت نماز میں جس طرح یہاں سکھایا ہے اور تنہائی کی نماز میں جس طرح پہلے سے اجازت چلی آتی ہے۔ حاصل یہ کہ حتی الوسع وقت کی پابندی کرو، خواہ چل پھر کر نماز ادا کرنی پڑے، خواہ عام ذکر الٰہی میں بدلنی پڑے۔۔۔ اگر وقت فوت ہوتا دیکھو، تو جس طرح بھی چاہو، ادا کر لو، کیونکہ) نماز بلاشبہ مومنوں پر بقید وقت فرض ہے۔"[35]

تفسیر طبری میں لکھا ہے:

"معناه: إن الصلاة كانت على المؤمنين فريضة مفروضة"[36]

اس کا معنی یہ ہے کہ نماز مسلمانوں پر فرض کیا گیا فرض ہے۔

تفسیر بغوی میں ہے:

"فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ أَيْ: سَكَنْتُمْ وَأَمِنْتُم، فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ أَيْ: أَتِمُّوهَا أَرْبَعًا بِأَرْكَانِهَا، إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَوْقُوتاً، قِيلَ: وَاجِباً مَفْرُوضاً"[37]

جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے یعنی تم سکون میں ہو اور امن میں ہو تو نماز ادا کرو یعنی پورا کرو نماز کے چار فرائض کو اس کے ارکان کے ساتھ۔ اور نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے اس سے مراد ہے کہ یہ واجب ہے اور مفروضہ ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

"فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ ای سکنت قلوبکم بزوال الخوف فَأَقِيمُوا الصَّلاةَ فعدلوا واحفظوا أركانها وشرائطها ولا يجوز حينئذ فى الصلاة ما يجوز فى حالة الخوف"[38]

پس جب تمہیں اطمینان ہو جائے اور خوف کے زائل ہونے کی وجہ سے دل پر سکون ہو جائیں تو نماز ادا کرو اور نماز کے ارکان اور اس کی شرائط کی حفاظت کرو۔ نماز میں ان چیزوں کا ادا کرنا جائز ہے جو حالت خوف میں ادا کرنا جائز نہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:

"{فَأَقِيمُوا الصَّلاةَ} أَيْ: فَأَتِمُّوهَا وَأَقِيمُوهَا كَمَا أُمِرْتُمْ بِحُدُودِهَا، وَخُشُوعِهَا، وَسُجُودِهَا وَرُكُوعِهَا، وَجَمِيعِ شُئُونِهَا--- قَالَ ابْنُ مَسْعُود: إِنَّ لِلصَّلَاةِ وَقْتًا (٢) كَوَقْتِ الْحَجِّ--- وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: مُنَجَّمًا، كُلَّمَا مَضَى نَجْمٌ، جَاءَتْهُمْ يَعْنِي: كُلَّمَا مَضَى وَقْتٌ جَاءَ وَقْتٌ."[39]

پس نماز ادا کرو اس سے مراد ہے کہ پس اس کو پورا کرو اور قائم کرو جیسا کہ حکم دیا گیا ہے اس کی حدود کے ساتھ اور خشوع کے ساتھ اور سجود اور رکوع کے ساتھ۔۔۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ نماز کے اوقات اُسی طرح فرض ہیں جیسے کہ حج کے اوقات فرض ہیں۔۔۔۔زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ اس سے مراد منجماً ہے یعنی نماز کو مسلمانون پر متفرق طور پر فرض کیا گیا ہے یعنی ایک نماز کا وقت ختم ہوتا ہے تو دوسری نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

نماز ارکان اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے اور نماز کی تفصیلات ہمیں احادیث نبویہ ﷺ سے ملتی ہیں۔ جبکہ خواجہ احمد الدین نماز کی تفصیلات سے متعلق تفصیلات سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع کے حواشی میں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"قرآن میں نماز کو تسبیح، تحمید، دعا اور ذکر الٰہی کہا گیا ہے۔ یہ تمام مفہوم ذکر الٰہی میں آجاتے ہیں۔ پس نماز کی اصل غرض یہی ہے کہ ہم ذکر الٰہی کریں۔ ذکرِ الٰہی دو قسم کے ہیں۔ ایک عام دوسرا خاص۔ عام ذکر میں ہم اپنے تمام کام کاج اور معاملات بجالاسکتے ہیں اور آپس میں بات چیت بھی کرسکتے ہیں۔ حوائج ضروری کا بجالانا اس ذکر میں ہارج نہیں ہوسکتا۔ حالت اختیاری میں آکر غفلت ہو جائے تو سنبھل جانے اور دھیان کو تازہ رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ یہ "ذکر کثیر" جو بلا قید وقت و نیّت ہے۔ عام نماز ہے۔ خاص نماز میں بصورت امن و اطمینان کام کاج اور بات چیت سے بچنا چاہیئے۔ ہاں خوف کی حالت میں خاص نماز کی نیّت سے عام نماز بھی باحسان الٰہی خاص نماز ہی سمجھی جاتی ہے۔"[40]

مزید خاص نماز کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خاص نماز کا ادا کرنا بھی بڑا سہل امر ہے۔ ہم صرف قرآن مجید کی دعائیں مانگ کر بخوبی نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اس نماز کو بقائمی ہوش و حواس نہ چھوڑنا چاہیئے۔"[41]

نماز کی رکعات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر اس کی کوئی مخصوص رکعات ہوتی تو قرآن پاک میں اس کا ضرور ذکر کیا جاتا۔ اس کے ذکر میں زیادہ سے زیادہ دو صفحات کو اضافہ ہو جاتا اور یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کوئی مخصوص نماز نہیں سکھاتا[42]

رکوع نماز کا اہم رکن ہے اور خواجہ صاحب نے رکوع کے اس طریقہ کا ذکر نہیں کیا جو ادا کرنے کا حق ہے، بلکہ مسلمانوں کی غلطی بیان کی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح تفرقہ میں پڑے ہیں اور ایک ساتھ رکوع نہیں کرتے اور نہ ہی اکٹھے ہو کر خدائے واحد کی طرف رجوع کرتے ہیں[43]

اصل میں خواجہ صاحب نماز کے ارکان کے قائل نہیں ان کے نزدیک اگر یہ سب ضروری ہیں بھی تو نماز باجماعت کے لئے ورنہ نماز تو تنہائی میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح سجدہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"(جب بات یہ ہے تو) اے (خدا کے) ماننے والو خدا کے آگے جھک جاؤ اور (ذلیل ہو کر) سجدے میں گر جاؤ اور اپنے رب کے پجاری بن جاؤ (اسی کی مرضی کو مقدم جانو اور اس کی رضا کے ساتھ کسی کی رضا کو اور اس کے غضب کو مت بلاؤ) اور (مخلوقات کے ساتھ) خیر کماؤ تاکہ تم فلاح پاؤ (بلاشبہ خدا کی عبادت اور مخلوقات کی حریت و مساوات ہی اصل چیزیں ہیں)"[۴۴]

سجدہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے انسان کی عاجزی کی مثال ہے نہ کہ ذلّت کی۔ انسان اپنے رب کا شکر بجالاتا ہے اس کی کبریائی بیان کرتا ہے کہ اس کے رب نے اس کو اتنی نعمتوں سے نوازا۔ اگر انسان رب کو چھوڑ کر دوسرے انسانوں کے آگے جھکتا ہے تو یہ اس کی تذلیل ہے نہ کہ رب کے آگے جھکنا۔

آداب نماز

طہارت

خواجہ صاحب نے نماز اور اس کے ارکان کے متعلق جو بھی تفصیلات بیان کی ہیں۔ وہ سب تنقید کے قابل ہیں۔ اسی طرح طہارت کے متعلق بھی وہ غلط تصورات کے حامی ہیں۔ نماز کے لئے طہارت کی ضرورت کب ہوتی ہے اس بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ عام صفائی ہر وقت اہم ہے۔ اس سے غفلت کرنے والا اپنے آپ کو اور دوسروں کو ضرر پہنچاتا ہے۔ مگر یہ صفائی نماز میں داخل نہیں، یہ ایک الگ چیز ہے جو شخص اس سے غفلت کرتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ اس پر عامل نہ ہونے کے سبب تنہائی کی نماز کو بھی چھوڑ دے۔۔۔۔ حیض و نفاس والی عورت کو تنہائی کی نماز سے روکنا قابل افسوس امر ہے۔"[۴۵]

رسول کریم ﷺ کے طریقۂ نماز کی نفی

خواجہ صاحب احادیث نبویہ کے قائل نہیں ہیں اور نماز کی تمام تفصیلات رسول کریم ﷺ نے بیان کی ہیں تو اسی لئے وہ طریقۂ نماز کی نفی کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"اندریں حالات اگر ہر ایک الہامی کتاب کے ماننے والوں میں یا ان کے کسی ایک فرقہ کی کوئی مخصوص نماز چلی آتی تھی جس کی خدا تعالیٰ نے بھی تعریف کی تھی تو پھر کیا وجہ ہے کہ رسول نے خدا تعالیٰ کی تعریف کی ہوئی نماز کو ٹھکرا کر اپنی علیحدہ نماز بنائی اور اپنے دخل سے مخصوص ترتیب دے لی۔ جسے رسول کریم کے تجویز کرنے کے بعد بھی قرآن مجید نے اپنی محفوظ و مکمل وحی کے اندر لے آنا پسند نہیں کیا۔"[۴۶]

نماز اور عقلیت پرستی

خواجہ نے رسول ﷺ کے طریقۂ نماز کو ٹھکرا کر عقل کو اس میں ترجیح دے دی اور کہا کہ اپنی عقل کے مطابق ہم کسی بھی طرح سے کوئی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"جو کچھ قرآن نے بیان نہیں فرمایا اسے ہماری عقل یا پسند پر چھوڑ دینا کافی سمجھا ہے۔ اگر قرآن کا بھی یہ منصب ہوتا کہ کوئی متعین شکل نماز کی مقرر کر دے جس کے سوا کوئی اور نماز قبول نہ ہو، تو اس کے لئے ایسا کرنے میں کونسی دقّت ہوسکتی تھی۔ قرآن صرف ایک دو صفحات میں ایسی متعین اور خاص نماز کا ذکر بخوبی کر سکتا تھا۔"[47]

مزید لکھتے ہیں

"ہم بخوشی نماز کو پڑھتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ ہم اس کے عقلی حصہ کو محض عقلی و انتظامی ہی جانتے ہیں۔ جو بات وحی نہیں اسے خواہ مخواہ وحی قرار نہیں دیتے۔ ہم ضرور تاً اس میں تغیّر وتبدّل کے مجاز ہیں۔"[48]

تنقیدی جائزہ

خواجہ صاحب نے نماز اور اس کے تمام ارکان کا انکار کر دیا، نہ اس کے لئے وضو کی ضرورت ہے نہ طہارت کی نہ اس کی کوئی رکعت متعین کی گئی ہے گویا نماز ہے ہی نہیں۔ اصل نماز وہ ہے جو ہمیں رسول کریم ﷺ نے سکھائی۔ جو شخص رسول کریم ﷺ کی نماز کو ترک کر دے اور بے بنیاد ٹھہرا دے تو پیچھے نماز کچھ نہیں۔ نماز کے بارے میں پچاس مرتبہ قرآن حکیم میں حکم دیا گیا ہے۔ احادیث میں بھی نماز کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ ابن عمر سے روایت ہے۔

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"[49]

رسول کریم ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اوّل گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

نماز مسلمان اور کافر کے درمیان فرق

نماز مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔ دور نبوی میں جب کوئی شخص ایمان لانے کا اعتراف کرتا تو اس کے ایمان لانے کے چند گھنٹوں بعد ہی اذان ہو جاتی اور تب اس کے ایمان لانے کا پتہ چل جاتا۔ صحیح مسلم میں جابر سے روایت ہے۔

"إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ"[50]

ایک اور روایت حضرت انس سے مروی ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔[51]

انبیائے کرام کی نماز

نماز مسلمانوں پر دن میں پانچ اوقات میں فرض ہے اور پہلے انبیائے کرام پر اس طرح سے کبھی فرض نہیں ہوئی۔ بہت سے احکام ایسے ہیں جو پہلی شریعتوں میں جائز تھے لیکن شریعت محمدی میں منسوخ ہو گئے۔ اور کچھ احکام ایسے ہیں جن میں ترمیم کر دی گئی۔ نماز پہلی شریعتوں میں بھی تھی لیکن تقریباً سب انبیائے کرام نے ایک ایک نماز ادا کی اور بعض نے دو۔ شریعت محمدی میں یہ سب نمازیں اکٹھی کر دی گئیں۔

علامہ علی ابن برہان انبیائے کرام کی ان نمازوں کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"كانت الصبح صلاة آدم. والظهر صلاة داود، أي فقد اشترك داود وإسحاق في صلاة الظهر. والعصر صلاة سليمان أي فقد اشترك سليمان وعزير في صلاة العصر. والمغرب صلاة يعقوب، أي فقد اشترك يعقوب وداود في صلاة المغرب.والعشاء صلاة يونس"[52]

پانچ نمازوں کی فرضیت

واقعہ معراج سے پہلے نمازیں دو تھیں۔ حضرت محمد ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے، تب اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کا حکم دیا۔

"أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ كَانَتْ مَفْرُوضَةً ثُمَّ نُسِخَتْ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ فَصَارَ الْفَرْضُ قِيَامُ بَعْضِ اللَّيْلِ ثُمَّ نُسِخَ ذَلِكَ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ"[53]

رات کی نماز (تہجد) فرض کی گئی تھی پھر یہ منسوخ ہو گئی اللہ تعالیٰ کے اس قول سے۔۔۔۔۔۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو گئی پانچ نمازوں کی فرضیت سے۔

قرآن پاک میں اقیموا الصلوٰۃ کا مفہوم

اب رہا سوال کہ قرآن پاک میں جو نماز قائم کرنے کا ذکر آیا ہے تو اس کا مفہوم علمائے کرام کے نزدیک کیا ہے؟ ابو بکر الجصاص نے اقیموا الصلاۃ کے متعدد معنی بیان کئے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''قِيلَ فِي إقَامَةِ الصَّلَاةِ وُجُوهٌ مِنْهَا إتْمَامُهَا مِنْ تَقْوِيمِ الشَّيْءِ وَتَحْقِيقِهِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ [وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ] وَقِيلَ يُؤَدُّونَهَا عَلَى مَا فِيهَا مِنْ قِيَامٍ وَغَيْرِهِ فَعَبَّرَ عَنْهَا بِالْقِيَامِ لِأَنَّ الْقِيَامَ مِنْ فُرُوضِهَا وَإِنْ كَانَتْ تَشْتَمِلُ عَلَى فُرُوضٍ غَيْرِهِ كَقَوْلِهِ [فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ] وَالْمُرَادُ الصَّلَاةُ الَّتِي فِيهَا الْقِرَاءَةُ---ويحتمل [يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ] يُدِيمُونَ فُرُوضَهَا فِي أَوْقَاتِهَا كَقَوْلِهِ تَعَالَى [إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَوْقُوتاً] أَيْ فَرْضًا فِي أَوْقَاتٍ مَعْلُومَةٍ"[54]

اقامت صلوٰۃ کے کئی معنی ہیں۔ ایک معنی اتمام صلوٰۃ ہے اور یہ معنی تقویم الشئ وتحقیقة ایک چیز کو درست کرنا اور اسے حقیقت کا رنگ دینا سے ماخوذ ہے۔ اور اسی معنی میں یہ قول وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ۔ ایک معنی نماز کو اس کے تمام ارکان مثلاً قیام ور کوع وغیرہ کے ساتھ ادا کرنا ہے۔۔۔۔ یقیمون الصلاۃ میں اس معنی کا بھی امکان ہے کہ متقین نماز کے فرائض پر نماز کے اوقات میں دوام کرتے ہیں۔ یعنی وہ ہمیشہ اوقات صلوٰۃ میں نماز کو اس کے ارکان اور شرائط کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"اقامت صلوٰۃ کا معنی ہے کہ نماز کی تمام شرائط پوری کی جائیں۔ اس کے تمام فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کے ساتھ نماز کی تمام ضروری حدود پوری کی جائیں"[55]

اسی طرح مفتی محمد شفیع بھی نماز کو پابندی کے ساتھ اس کے وقت میں پورے ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔[56]

نماز کے شرائط، ارکان اور آداب میں وہ ساری باتیں شامل ہیں جن کا خواجہ صاحب نے انکار کیا ہے۔ آداب میں طہارت اور نیت کا ہونا ضروری ہے۔ ارکان اور شرائط میں وضو، رکوع، سجدہ وغیرہ شامل ہیں ان سب باتوں سے خواجہ صاحب نے انکار کیا ہے۔ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

"ويقيمون الصلاة" قال: إقامة الصلاة تمامُ الرُّكوع والسُّجود، والتِّلاوةُ والخشوعُ"[57]

"ویقیمون الصلاۃ" سے مراد ہے نماز کا قائم کرنا اسکے رکوع اور سجدوں کے ساتھ اور تلاوۃ اور عاجزی کے ساتھ۔

نماز باجماعت

قرآن پاک میں نماز باجماعت کا حکم دیا گیا ہے۔ خواجہ احمد الدین نماز باجماعت سے جو مفہوم مراد لیتے ہیں۔ وہ علمائے کرام سے مختلف ہے۔ خواجہ نماز باجماعت کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو کہ قرآن پاک میں اور احادیث میں دی گئی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"نماز۔۔۔ تنہائی میں بخوبی ادا کی جاسکتی ہے۔ بندہ خدا تعالیٰ کی صفات و افعال پر بڑی توجہ سے اس کی طرف دھیان لگانے میں روز بروز ترقی کر سکتا ہے۔۔۔ جو لوگ تنہائی میں نماز ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ نماز با جماعت ادا کریں۔"[۵۸]

یعنی جو اہمیت نماز کو دی گئی ہے اس سے انکار کر دیتے ہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"اس کا معنی ہے نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو، رکوع نماز کا ایک جزہے اور یہاں جز کا کل پر اطلاق کیا گیا ہے، اور خصوصیت سے رکوع کا ذکر اس لئے فرمایا کہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، اس کا مطلب ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو اور یہ اس لئے فرمایا کہ یہودی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے تھے۔ تو ان کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا"[۵۹]

صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن مسعود کی روایت سے نماز باجماعت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

"مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ"[۶۰]

جس شخص کو اس بات سے خوشی ملتی ہو کہ کل کو وہ اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ جب اذان دی جاتی ہے تو وہ ان کی حفاظت کرے، پس اللہ نے تمہارے نبی کے لئے سنن الہدیٰ کو مشروع ٹھہرایا ہے اور ان کو جماعت سے پڑھنا سنن الہدیٰ ہے اور اگر تم گھروں میں نماز پڑھو جیسا کہ فلاں لوگ گھر میں نماز پڑھتے تھے تو تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا اور جس نے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا وہ گمراہی کا شکار ہو گیا۔

نماز کا طریقہ نبوی ﷺ

خواجہ صاحب نے رسول کریم ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقۂ نماز کی نفی کر دی اور اس کے مقابلے میں عقل کو ترجیح دی کہ ہم عقل کے ذریعے جیسے چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کا طریقہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب کہ قرآن میں رسول کریم ﷺ کو شارح قرآن قرار دیا گیا ہے اور پھر رسول کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"[۶۱]

صحیح بخاری میں ابن براء سے روایت ہے۔

"وَكَانَ غَيْرَ كَذُوبٍ - أَنَّهُمْ كَانُوا «إِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامُوا قِيَامًا حَتَّى يَرَوْنَهُ قَدْ سَجَدَ"[۶۲]

اور وہ جھوٹے نہیں تھے کہ جب وہ (صحابہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک دیکھتے کہ آپ سجدہ میں چلے گئے ہیں۔ اس وقت وہ بھی سجدے میں جاتے۔

عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لاَ يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"[63]

جس نے میرے طریقے سے وضو کیا پھر اس طرح دو رکعت نماز پڑھی کہ نہ تو اس نے دنیاوی منصوبے بنائے اور نہ سوچ بچار کی تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

طہارت

پاکیزگی ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ صاف ستھرا رہنے کا حکم قرآن پاک میں کئی جگہ پر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭوَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ"[64]

اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

پھر ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّـــوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"[65]

کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اسی طرح حدیث نبوی ﷺ ہے

"لاَ تُقْبَلُ صَلاَةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ"[66]

اسامہ بن عمیر سے مروی ہے۔

"لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةً إِلَّا بِطُهُورٍ، وَلَا يَقْبَلُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ"[67]

ان آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ طہارت بہت ضروری ہے اور خواجہ صاحب تو یہ بھی کہتے ہیں کہ حیض و نفاس والی عورت کی نماز قبول ہو جاتی۔ جبکہ حضرت عائشہ سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ فاطمہ بنت حبیش نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حیض کے متعلق سوال کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي"[68]

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے پاکیزگی بہت ضروری ہے۔ وضو نہ کرنے سے بھی نماز نہیں ہوتی تو پھر جس بات پر غسل واجب ہو اور غسل کئے بنا نماز کیسے ہو سکتی ہے؟ پاکیزگی تو ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔

نماز کی اہمیت ایک مسلمان کی زندگی میں بہت زیادہ ہے۔ ادائیگیء نماز کی تفصیلات ہمیں احادیث نبوی ﷺ سے ملتی ہیں۔ لیکن اگر ہم احادیث نبویہ ﷺ کا انکار کر دیں گے تو نماز کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جائیں گے۔ اللہ کا پیغام ہم تک رسول اللہ ﷺ کے ذریعے پہنچا اور حضرت جبرائیلؑ نے تفصیلات بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی۔ اگر ہم احادیث نبی کی جگہ عقل کو ماخذ تفسیر تسلیم کرتے ہیں تو ہر انسان اس دنیا میں نماز کو اپنے طریقے سے ادا کریں گے۔ اس طرح دوسرے مذاہب کی طرح دین اسلام میں بھی عبادات کے مختلف طریقے رائج ہو جائیں گے۔ اور اس طرح اسلام مذاق بن کر رہ جائے گا۔ نماز جو کہ دین اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے اس کو ان کی شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا ہو گا۔ دین اسلام کے مطابق ہر مسلمان کو ڈھلنا ہے نہ کہ اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے اسلام کو اپنے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[۱]۔ ضیاء اللہ، سیرت خواجہ احمد الدین، بلاغ (خواجہ نمبر)، امرتسر، ج۱۳، نمبر۹، ستمبر ۱۹۳۶، ۷

[۲]۔ ثناء اللہ امرتسری، اخبار اہلحدیث (امرتسر)، ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء، ج۳۴، نمبر۱۶، ص۴

[۳]۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ (لاہور، ادارہ اسلامیات، ستمبر ۲۰۰۲ء) ج۴، ص۲۳

[۴]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس (لاہور، دوست ایسوسی ایٹس، ۱۹۹۹،) ج۱، ص۷۵

[۵]۔ الجامع الصحیح المسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب جواز آذان، (۳۷۷)

[۶]۔ السنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب کیف الاذان، (۵۰۶)

[۷]۔ امام مسلم، شرح صحیح مسلم، (مترجم) علامہ غلام رسول سعیدی (لاہور، فرید بک سٹال، مئی ۲۰۰۲ء) الطبع التاسع، ج۱، ص۱۰۷۰

[۸]۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۷۸

[۹]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۴، ص۴۹

[۱۰]۔ البقرۃ ۲: ۴۵

[۱۱]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱، ص۱۹۴

[۱۲]۔ القرطبی، شمس الدین، ابوعبداللہ، الجامع الاحکام القرآن (القاہرہ، المکتبہ العربیہ ۱۳۷۸ھ) ج۱، ص۳۷۱

[۱۳]۔ بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود، معالم التنزیل و اسرار التاویل (ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۴۰۳ھ) ج۱، ص۶۵

[۱۴]۔ الماوردی، النکت والعیون (بیروت، دارالکتب العلمیہ، س۔ن) ج۱، ص۱۱۶

[۱۵]۔ اصفہانی، ابوالقاسم، تفسیر الراغب الأصفهاني (جامعہ طنطا كلية الآداب، ۱۴۲۰ھ) ج۱، ص۱۷۷

[۱۶]۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن (لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۹۵ء) ج۱، ص۵۳

[۱۷]۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، ترجمہ قرآن مجید مع حواشی (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۳۹۶ھ) ص۳۳

[۱۸]۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج۱، ص۳۶۲

[۱۹]۔ النور ۲۴: ۴۱

[۲۰]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۴، ص۳۵۷

[۲۱]۔ القرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ج۱۲، ص۲۸۶

[۲۲]۔ النساء ۴: ۴۳

[۲۳]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱، ص۵۸۷

[۲۴]۔ طبری، ابن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (مصر، مصطفی البابی والحلبی، ۱۳۷۳ھ) ج۶، ص۹۶

[۲۵]۔ پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ج۱، ص۳۴۷

[۲۶]۔ مودودی، ترجمہ قرآن مجید، ص۲۲۱

[۲۷]۔ تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن، ص۷۶

[۲۸]۔ النساء ۴: ۱۰۱

[۲۹]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱، ص۶۱۴

[۳۰] سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور (بیروت، لبنان، دارالفکر، ۱۳۹۴ھ) ج۲، ص۶۵۵

[۳۱]۔ سنن الکبریٰ، (۴۱۹۶)

[۳۲]۔ الجامع الصحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب الصلاۃ المنی، (۱۰۸۲)

[۳۳]۔ ابن جریر طبری، جامع البیان في تأویل القرآن، ج۴، ص۲۴۲

[۳۴]۔ النساء ۴: ۱۰۳

[۳۵]۔ امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱، ص۶۱۵

[۳۶]۔ ابن جریر طبری، جامع البیان في تأویل القرآن، ج۴، ص۲۶۱

۳۷-امام بغوی،معالم التنزیل و اسرار التاویل، ج۱،ص۴۷۶

۳۸- مظہری، ثناء اللہ،تفسیر المظہری، پاکستان، دارالاشاعت، ۱۴۰۳ھ، ج۲،ص۲۲۵

۳۹-ابن کثیر،تفسیر القرآن العظیم،۲دار طیبہ، ۱۴۲۰ھ، ج۱،ص۴۰۳

۴۰- امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱،ص۵۷

۴۱-ایضاً

۴۲- ایضاً،ج۱،ص۶۹

۴۳- ایضاً،ج۱،ص۱۹۴

۴۴- ایضاً،ج۴،ص۲۹۶

۴۵- امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱،ص۷۶

۴۶-ایضاً،ج۱،ص۹۴

۴۷- ایضاً،ج۱،ص۵۲

۴۸- امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱،ص: ۵۳

49-الجامع الصحیح البخاری، کتاب الایمان،باب قول النبیﷺ بنی الاسلام علی خمس، (۸)،الجامع الصحیح المسلم, کتاب الایمان،باب بیان ارکان الاسلام،(۱۶)

۵۰-الجامع الصحیح المسلم، کتاب الایمان،باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک،(۱۳۴) الفاظ کے فرق کے ساتھ یہی حدیث سنن نسائی، کتاب الصلاۃ میں بھی موجود ہے۔

۵۱-ابوالقاسم طبرانی،المعجم الاوسط (عمان، اردن: دارالفکر، ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء) ج،ص۲۹۹، (۳۳۴۸)

۵۲-برہان الدین، علی،علامہ،إنسان العیون في سيرة الأمين المأمون (بیروت: مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۸۴ھ، ۱۹۶۳ء) ج۱،ص۱۵۰

53-عسقلانی،ابن حجر،فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: بیت الافکار الدولیہ،۲۰۰۷ء) ۱:۲۵۰

۵۴-الجصاص،احکام القرآن،ج۱،ص۲۸

۵۵-سعیدی، غلام رسول، تفسیر تبیان القرآن، ج۱،ص۲۶۴

۵۶-تفصیلات کے لئے دیکھئے معارف القرآن ج ۱ص ۱۰۶

۵۷-ابن جریر طبری،جامع البیان عن تاویل القرآن،ج۱،ص۱۰۴

۵۸- امرتسری، احمد الدین، تفسیر بیانٌ للنّاس، ج۱،ص۷۲-۷۳

۵۹-سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج۱،ص۳۷۱

۶۰-الجامع الصحیح المسلم، کتاب المساجد،باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الہدیٰ،(۲۵۷)

۶۱-ابن ہمام، کمال الدین،فتح القدیر، دارالفکر، س-ن، ج۱،ص۴۸۹

۶۲-الجامع الصحیح البخاری، کتاب الاذان،باب رفع البصر الی الامام فی الصلوٰۃ،(۷۴۷)

۶۳-ایضاً،باب الوضوء ثلاثا ثلاثا،(۱۵۹)

۶۴-التوبۃ۹:۱۰۸

۶۵-البقرۃ۲:۲۲۲

۶۶-الجامع الصحیح البخاری، کتاب الوضو،باب لا تقبل صلوۃ بغیر طھور،(۱۳۵)

۶۷-ابن ماجہ،السنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ،باب لایقبل اللہ الصلوٰۃ بغیر طھور،الریاض، دارالسلام، ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء،(۲۷۱)

۶۸-الجامع الصحیح المسلم، کتاب الطہارۃ،باب المستحاضہ و غسلھا و صلاتہ،(۳۳۳)